باب۔84

وحی

☆ **عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔**

ترجمہ: (تمھارے رب نے) انسان کو (ان چیزوں کی) تعلیم دی جن کو وہ (کچھ بھی) جانتا نہ تھا۔

(سورۃ العلق: آیت 5)

صاحبو! پہلی مرتبہ قرآن شریف اترا تو سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیتیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع شروع میں رویائے صادقہ پڑتے۔ یعنی خواب میں جو کچھ دیکھتے وہی دنیا میں نمودار ہوتا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں چلہ کشی فرماتے۔ لوگوں سے الگ، خلوت میں رہتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آٹھ، آٹھ دن اور بعض دفعہ تو مہینہ مہینہ تنہائی یا اعتکاف میں رہتے۔

حضورؐ پر کس کس طرح سے وحی آیا کرتی تھی؟ --- (1) وحیٔ جلی سے، جس میں الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہوتے۔ اور (2) وحیٔ خفی سے، جس میں معنی کا القا ہوتا (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کے دل میں بات ڈال دی جاتی) اور الفاظ کا القا نہ ہوتا۔ اس کو حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود قرآن کا القا کبھی بلاواسطہ ہوتا، اور کبھی حضرت جبرئیلؑ کے توسط سے۔ بلاواسطہ میں سرکارِ دوعالمؐ کے جسمِ مبارک میں سنسنیاں چھوٹتیں، جیسے بے ہوشی میں ہوتی ہیں۔ جب حضرت جبرئیلؑ مثالی شکل لے کر آتے تو حضورؐ کو زیادہ تکلیف نہ ہوتی۔ تاہم وحی کے وقت ایک ہلکی سی مدہوشی ضرور رہتی۔ پہلی مرتبہ جبرئیلِ امینؑ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگایا اور زور سے بھینچا۔ ہر دفعہ جبرئیلؑ کہتے تھے "پڑھو" اور حضورؐ فرماتے "مجھے پڑھنا نہیں آتا"۔ لوگوں کا خیال ہے کہ پہلی دفعہ سینے سے لگانے سے آپؐ کو عالمِ دنیا سے جدا کر لیا، دوسری دفعہ عالمِ مثال سے اور تیسری مرتبہ عالمِ ارواح سے بھی جدا کر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جسمانیت کا لحاظ کرتے اس قابل ہو گئے کہ وحیٔ الٰہی کے بار کو اٹھا سکیں۔ سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ

Siddiqui Publications

پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ خوفِ خدا سے پارہ پارہ ہو جاتا۔ بہر حال یہ سینۂ محمدی ہے۔ اس میں بڑی گنجائش ہے۔ پہاڑ سے زیادہ برداشت کی قوت ہے۔۔۔ یہ سینے سے لگانا، القا یعنی enlightening کی ایک صورت ہے۔

حضرت جبرئیلؑ کی آپؐ سے ملاقات اور قرآن شریف اترنا شروع ہونے کے بعد حضورؐ کو سردی محسوس ہوئی۔ روح، عالمِ بالا کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگے، اور تن کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ آپؐ نے ام المؤمنینؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو فرمایا، مجھے کمبل اڑھا دو۔ وحی کی سخت کیفیت محسوس کی تو حضورؐ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہو رہا ہے، اس سخت کیفیت کو کس طرح برداشت کروں۔ ام المؤمنینؓ نے عرض کیا۔" اللہ تم کو رسوا نہ کرے گا۔ تم مہمانوں کو کھلاتے ہو، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، اور زمانے کے حوادث کے مقابل لوگوں کی مدد کرتے ہو، (یعنی تمھارے سب کام اللہ کے واسطے ہوتے ہیں)۔ تمھاری ذاتی غرض کچھ نہیں ہوتی۔ دوسروں کی مدد کرتے ہو۔ دوسروں سے مدد نہیں چاہتے۔ ایسا پُر اخلاص آدمی کبھی نقصان نہ اٹھائے گا"۔ پھر ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، محمد مصطفیٰؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو حضرت بی بی خدیجہ کے رشتہ دار تھے۔ ورقہ، تورات اور انجیل سے واقف تھے۔ سرکارؐ کا ماجرا سنا تو کہا کہ "تم پیغمبر ہو۔ تم بڑی بڑی سختیاں اٹھاؤ گے۔ مخالفین تم کو تمھارے وطن سے نکال دیں گے۔ میں اس زمانہ میں اگر زندہ رہتا تو تمھاری مدد کرتا"۔۔ گویا کہ ورقہ بن نوفل پہلے صحابی تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بعد، وحی کا آنا ملتوی رہا۔ تا کہ جسمِ مبارک پر زیادہ بار نہ پڑے۔ پھر نماز کے لیے سورۃ الفاتحہ کی تعلیم دی گئی۔ پھر چند روز وحی ملتوی رہی۔ اس لیے بیان کرنے والے حضرات نے مختلف باتیں کہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلی سورۃ، اقراء (سورۃ العلق) کی ہے، جس میں سے پانچ آیتیں اتریں ۔۔۔ مسلمان بچوں کو جب قرآن پڑھانا شروع کیا جاتا ہے تو ان ہی پانچ آیتوں سے ابتدا کی جاتی ہے۔ اور اسی کو "بسم اللہ" کرنا کہتے ہیں۔۔۔ بعض نے کہا کہ پہلے سورۃ الفاتحہ اتری، یعنی نماز پڑھنے کے لیے۔ بعض نے سورۃ الانفال کہا، یعنی عام دوسری بڑی سورتوں میں پہلی سورۃ، سورۃ الانفال کی ہے۔

- یہ معلوم رہے کہ ابتدا دو قسم کی ہوتی ہے۔

(1) ابتدائے حقیقی: سب سے پہلے (2) ابتدائے اضافی: بعض کی نظر میں پہلے۔

بہر حال وحی کی ابتدائے حقیقی "اقراء" ہی کو ہے۔ کیوں کہ اُس وقت قراءت، یعنی پڑھنے ہی کو اہمیت حاصل تھی۔

وحی کے لغوی معنی اشارہ کرنے والے اور اطلاع دینے کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی ، اللہ تعالیٰ کا کسی فرشتے کے ذریعے یا، راست کسی قسم کا علم عطا فرمانا ہے۔ قرآن شریف میں یہ لفظ اصطلاحی وحی کے معنی میں بھی آتا ہے ، جو پیغمبروں کو ہوتی ہے ، اور بعض دفعہ غیر پیغمبر کے لیے بھی یہ لفظ آتا ہے جیسے وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ، اور شہد کی مکھی کو الہام کیا تیرے رب نے ، یا ہم نے مکھی کو سمجھا دیا، (سورۃ النحل: آیت 68)۔ مگر مغالطہ باز ، وحیٔ اصطلاحی اور وحیٔ لغوی میں فرق نہیں کرتے۔ ہم کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ بعض لوگ ایک دفعہ اس لفظ کے لغوی معنی لیتے ہیں اور کسی غیرِ پیغمبر کے لیے ثابت کرتے ہیں اور پھر چالاکی سے غیرِ پیغمبر کے لیے وحی ثابت کر کے اس کو پیغمبر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح نَبَوءٌ کے معنی ہیں خبر دینا اور اصطلاحاً، اللہ تعالیٰ کا پیغمبر کو علم عطا فرمانا ہے۔ نادان یہاں بھی اسی چالاکی سے کام لیتے ہیں۔ نبی یعنی خبر دینے والا۔ پہلے اس لفظ کو لغت کی رُو سے غیرِ پیغمبر کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور پھر دوسری بار ، بہ معنی پیغمبر لیتے ہیں۔ اس طرح یہ ، مشترک لفظ سے مغالطہ دیتے ہیں۔ آج کل تو گھر گھر نبی ہے۔ ہندوستان میں بعض نے تو اتنا ظلم تک کیا ہے کہ بعض قومی لیڈروں کو جو ہندو اور قطعی مشرک تھے ، صاحبِ وحی اور نبی مانا۔ دراصل یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء، آخرِ رسل اور لاَ نَبِيَّ بَعْدِیْ نہیں مانتے۔ یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ نہ روک ہے نہ ٹوک۔ بس جو چاہو کہو، چند ماننے والے پیدا ہو ہی جاتے ہیں۔ کرنا یہ ہوتا ہے کہ خود کو یا اپنے پیشوا کو کسی طور پیغمبر منوانے والا ہو۔ بہترین مقرر اور جادو بیان ہو۔ جھوٹ بولنے میں ذرا نہ ہچکچائے۔ زبان ہو کہ بس فراٹے بھرے۔ لوگ لاکھ تردید کریں مگر اپنی بات سے نہ ٹلے۔ نتیجے میں بعض یقین کر ہی لیں گے اور بعض یقین نہ بھی کریں گے تو داد ضرور دیں گے ، واہ واہ ضرور کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَآءِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 3 صفحہ 110 پارہ 12 صفحہ 103 پارہ 14 صفحہ 88، 89 اور پارہ 30 صفحہ 144 تا 147}

متفرقات۔Miscellaneous

انسان خوارقِ عادات (miracles)، معجزات، کرامات، جادو، اور منتر کا بڑا خواہشمند ہے۔ بڑا شوقین ہے۔ جہاں کسی سے کوئی غیر معمولی چیز نمایاں ہوئی، بس اس کو آسمان پر لے جا کر بٹھلا دیا۔ اس عجائب پرستی نے لوگوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ بُت پرستی یہ کریں گے۔ غیرِ خدا کو سجدہ یہ کریں گے۔ احکامِ الٰہی سے کچھ پوچھو تو بے خبر۔ سنتِ نبویؐ سے ناواقف۔ بزرگوں کے پاس جاتے بھی ہیں تو کیوں۔۔۔؟ حضرت!"مجھے بچہ نہیں ہوتا، دعا کیجئے"۔۔۔"نوکری نہیں ہے، کچھ پڑھنے بتایئے"۔۔۔"بہت دن سے میرا دوست بیمار ہے، توجہ فرمایئے" ۔۔۔۔"میری فلاں چیز کھو گئی ہے، کوئی تعویز دیجئے"۔۔۔۔"میرا بچہ گم ہو گیا ہے ایسا نقش عطا کیجئے کہ فوراً واپس آجائے"۔۔۔۔"فلاں کو آسیب ہو گیا ہے، ایسا فلیتہ دیجئے کہ آسیب جل کر خاک ہو جائے"۔۔۔! غرض کہ طالبِ مولے، بہت کم ہیں۔

جس کو دیکھو غرض کا بندہ ہے
کوئی اپنا نظر نہیں آتا

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ7 صفحہ 73،74}

افسوس کہ مسلمان کافروں سے دوستی کر کے ہمیشہ نقصان اُٹھاتے ہیں لیکن آنکھ نہیں کھلتی۔ یاد رکھو! ایک دل میں کفر رہے گا یا اسلام۔۔۔ بعض کم عقل، جاہل اور بے دین مسلمان، کافروں کو اپنی لڑکی تک دے دیتے ہیں اور اس کو سول میر یج کہتے ہیں۔ یہ کیسی شادی۔۔۔!نہ ایجاب ہے نہ قبول۔ نہ مہر ہے نہ عقد۔ ان کے بچے آدھے تیتر آدھے بٹیر۔۔۔ اکثر تو یہی ہوتا ہے کہ جہاں ہندو عورت مسلمان کے گھر آئی اس کے بچے ہندو ہی ہوتے ہیں۔ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم کو محبت ہے۔ ہم محبت سے مجبور ہیں۔

کفر و اسلام ترے کاکُل و رُخ نے لُوٹے
نہ دھرم باقی، نہ ایمان ہے جاناں باقی

اللہ مسلمانوں کو توفیقِ نیک عطا کرے۔ وہ ہمارے حال پر رحم کرے اور ہمیں ان ذلتوں سے نکالے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ20 صفحہ 19 اور 20}